اسلامی نظام معاشرت کی تشکیل میں ازواج مطہراتؓ کا کردار

محمد ریاض محمود☆
ڈاکٹر محمد اکرم ورک☆☆

Abstract:

"Islam has laid the foundation and raised the edifice of a solid and lasting social conduct of life on the basis of the mutual relationship of the two integral wheels of man and woman. Special emphasis has been given to the education and character building of woman in this regard. The life style of the Holy Prophet's wives proves this claim clearly. These pious women rendered great services for the reformation and solidarity of society. They played a leading role for the promotion of social values. They strengthened the family life for the welfare of the society. They showed great love, regard, respect, obedience and loyalty towards their husbands for the internal solidarity and integrity of the family on one hand and fought bravely against the fatal disease of disbelief and ignorance for its external utility on the other hand. They displayed great sense of self -respect and nobility of mind and character in poverty, remained kind to the poor, the needy, the wronged and the orphans. They rendered splendid services to enhance and promote the literary, academic and educational level of the existing society. But some western scholars and analyists have tried to deface the actual picture. The following article presents a research analysis presenting the true picture in this regard."

دینِ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔حیات انسانی کا کوئی شعبہ بھی اس کی تعلیمات اور رہنمائی

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ
☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ

سے محروم نہیں۔ یوں عبادت، سیاست، معیشت اور معاشرت کے میادین میں واضح ہدایات کے ساتھ ساتھ عملی نمونوں کے ذریعے ایک صالح نظام زندگی کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ اعلیٰ نظام معاشرت کی تشکیل اور اس کے ارتقاء واستحکام کے لیے مرد اور عورت کے باہمی تعلق کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ اس ضمن میں عورت کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس دعویٰ کی تصدیق ازواج مطہراتؓ کے طرز حیات سے ہوتی ہے۔ ان پاک دامن خواتین نے معاشرتی اقدار کو فروغ دینے میں قائدانہ کردار ادا کیا، انہوں نے معاشرتی استحکام کے لیے خاندانی نظام کو توانائی بخشی۔ خاندان کو داخلی طور پر مضبوط کرنے کے لیے خاوند سے محبت، بے تکلفی اور اطاعت گزاری کو شیوہ بنایا جب کہ اس ادارے کو خارجی محاذ پر مفید اور کارآمد بنانے کے لیے کفر وضلالت کا بہادری سے مقابلہ کیا، غربت میں خودداری کا مظاہرہ کیا، غلاموں پر شفقت کی، صدقات کے ضمن میں فیاضی اور سخاوت سے کام لیا اور معاشرے کی علمی سطح کو بلند کرنے میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ معاشرتی اقدار کی ترویج واشاعت کے ضمن میں ازواج مطہراتؓ کی گراں قدر خدمات کے برعکس بعض اہل مغرب اسلام میں خواتین کی حیثیت اور ان کے سماجی دائرہ کار کو شدید تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں اور مسلم خواتین کے طرز زندگی پر طرح طرح کے اعتراضات کئے جا رہے ہیں۔ انسانی معاشرے کے ارتقاء میں مسلم خواتین نے جو شاندار کردار ادا کیا ہے اس کو محض ایک افسانہ قرار دیا جا رہا ہے۔ بدقسمتی سے اس وقت عالم اسلام علمی، فکری اور سیاسی زوال کے بدترین دور سے گزر رہا ہے۔ اسلامی ممالک کے ذہین طلباء کی ایک بڑی تعداد مغرب کے تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم ہے اور اسلامی فکر وفلسفہ سے ان کی واقفیت کا بڑا ذریعہ وہ کتب ہیں جن کو مستشرقین (Orientalists) نے اپنے مخصوص مقاصد کے پیش نظر تحریر کیا ہے۔ مستشرقین کی تصنیف کردہ بعض کتب میں جو منظر نامہ پیش کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام میں عورت کو کوئی سیاسی، معاشرتی اور قانونی حقوق حاصل نہیں۔ حقوق نسواں کے میدان میں مسلمانوں کا ماضی سماج دشمنی، قتل وغارت اور صنفی امتیاز سے عبارت ہے۔ یوں دینِ اسلام اور اس کی بنیاد پر پروان چڑھنے والی اسلامی تہذیب، انسانی ارتقاء کے تاریک دور کی یادگار ہے۔ فکرمندی کی بات یہ ہے کہ دورِ حاضر میں مسلمان نوجوان نسل بڑی تیزی سے اہل مغرب کے اس منفی پروپیگنڈا کا شکار ہو رہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک طرف تو مغرب کے اعتدال پسند اہل علم کے سامنے نامور مسلم خواتین کا تعارف اسلامی مصادر کی روشنی میں پیش کیا جائے اور دوسری طرف مغربی تہذیب سے ذہنی مرعوبیت کی شکار نوجوان نسل کے سامنے بھی معاشرتی اقدار کی ترویج کے حوالے سے اسلامی تہذیب کا حقیقی چہرہ لایا جائے، تا کہ وہ نہ صرف اپنے شاندار ماضی پر فخر کرنا سیکھے بلکہ اس میں آگے بڑھنے کا حوصلہ بھی پیدا ہو سکے۔ تاریخ کو جھیل کے شفاف پانی سے تشبیہہ دی جا سکتی ہے جس میں قومیں اپنے ماضی کا عکس دیکھتی ہیں اور مستقبل کی منصوبہ بندی کرتی ہیں۔ اہل مغرب کے اسلام میں حیثیت نسواں سے متعلق الزامات پر مبنی افکار کی حقیقت کا جائزہ لینے کے لیے اسلامی تہذیب کی تاریخ کا تجزیاتی مطالعہ از حد

ضروری ہے۔اس ضمن میں زیرِ نظر تحقیقی مضمون کے لیے ''اسلامی نظام معاشرت کی تشکیل میں ازواج مطہراتؓ کا کردار'' کے موضوع کا انتخاب کیا گیا ہے کیونکہ خواتین کی معزز جماعت پیغمبر اسلامؐ سے قربت کی وجہ سے نہ صرف مسلمان گھرانوں کے لیے رول ماڈل ہے بلکہ ان کا کردار خاندانی نظام کی شیرازہ بندی کے لیے پوری انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ازواج مطہراتؓ نے اسلام کے متعارف کردہ معاشرتی نظام کے استحکام وارتقاء کے لیے جن معاشرتی اقدار کے احیاء کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں ان کا تذکرہ وتجزیہ درج ذیل عنوانات کے تحت پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ ازواج مطہراتؓ کی ازدواجی زندگی

۲۔ ازواج مطہراتؓ کی ذاتی زندگی

۳۔ ازواج مطہراتؓ کی علمی خدمات

۱۔ازواج مطہراتؓ کی ازدواجی زندگی

معاشرتی امن واستحکام میں خاندانی وازدواجی زندگی بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ خاندان کے سکون کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی کے درمیان مثالی تعلق ہو، ان میں باہمی چپقلش نہ ہو، اعتماد کی فضا قائم ہو اور میاں بیوی اپنی اپنی ذمہ داریاں بخوبی انجام دیں۔ اس مثالی صورت حال کو پیدا کرنے کے لیے حضور ﷺ نے اپنی ازواج کی تعلیم وتربیت اس انداز میں کی کہ وہ گھریلو زندگی گزارنے کے لیے ایک نمونہ قرار پائیں۔ ازواج مطہراتؓ نے اپنی ازدواجی زندگی میں جن معاشرتی اقدار کو فروغ دیا ان کا تذکرہ حسبِ ذیل ہے۔

میاں بیوی میں باہمی محبت

خاندان کی تعمیر وترقی میں میاں بیوی کی باہمی محبت والفت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ حضور اکرمؐ کی تمام ازواج آپؐ سے بے پناہ محبت کرتی تھیں۔ کتب حدیث وسیرت میں ازواج مطہراتؓ کی رسول اللہؐ سے والہانہ محبت کی بیسیوں مثالیں ملتی ہیں۔ ایک مرتبہ آپؐ بیمار ہوئے تو تمام ازواج آپؐ کی مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئیں۔ اس موقع پر حضرت صفیہؓ نے حسرت سے کہا: ''خدا کی قسم! اللہ کے رسولؐ! میں چاہتی ہوں کہ آپ ﷺ کی بیماری مجھے لگ جائے۔''(۱) حضرت عائشہؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جس دن حضورؐ کے قیام وآرام کی باری ان کے ہاں ہوتی تو ان کی خواہش ہوتی کہ حضور ﷺ ان کے پاس ہی رہیں اور کسی دوسری زوجہ محترمہ کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اس لیے اگر ان کو ذرا سا بھی شک گزرتا کہ رسول اللہ ﷺ موجود نہیں ہیں تو ڈھونڈنے لگتیں۔ (۲)

ازواج مطہراتؓ کی رسول اللہ ﷺ سے یہ محبت یک طرفہ نہ تھی، حضور اکرم ﷺ بھی ان کے

ساتھ اسی طرح اظہار محبت فرمایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ آپ ﷺ کھانا کھا رہے تھے، آپ ﷺ وہی ہڈی چوستے جسے حضرت عائشہؓ نے چوسا ہوتا، آپ ﷺ پیالے پر اسی جگہ اپنے لب مبارک رکھتے جہاں حضرت عائشہؓ کے لب لگے ہوتے۔(۳) حضرت عائشہؓ چند لمحوں کے لیے بھی حضور ﷺ سے جدا ہونا پسند نہیں کیا کرتی تھیں۔ حضورؐ کا معمول یہ تھا کہ جب سفر کے لیے نکلنا ہوتا تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، ایک مرتبہ قرعہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے نام نکلا۔ اس سفر میں رات کے وقت حضور ﷺ حضرت عائشہؓ سے کچھ گفتگو فرمایا کرتے۔ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ اس رات کیا ہم ایک دوسرے کے اونٹ پر سوار نہ ہو جائیں؟ تم بھی دیکھنا کیا ہوتا ہے اور میں بھی دیکھوں گی۔ حضرت عائشہؓ نے ایسا کرنا قبول کر لیا۔ حضور ﷺ جب حضرت عائشہؓ سے گفتگو کرنے ان کے اونٹ کے پاس آئے تو وہاں حضرت حفصہؓ تھیں۔ حضور ﷺ اور حضرت حفصہؓ کے درمیان بات چیت ہوتی رہی یہاں تک کہ منزل آ گئی۔ حضرت عائشہؓ کو حضور ﷺ سے گفتگو کا موقع نہ مل سکا۔ قافلہ رکا تو اپنے پاؤں گھاس میں رکھ کر کہنے لگیں: ''اے میرے رب! میرے پاس کوئی بچھو یا سانپ بھیج جو مجھے ڈس لے کیونکہ میں حضور ﷺ کو تو کچھ کہہ نہیں سکتی۔''(۴) خاوند کی جدائی کو برداشت نہ کرنا اور اظہار افسوس کا منفرد انداز اختیار کرنا، اسلامی تعلیمات کے اس پہلو کو واضح کرتا ہے کہ میاں بیوی کی باہمی محبت کامیاب معاشرتی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے۔

پردے کا خاص اہتمام

اسلام نے معاشرتی و جنسی انتشار کے سد باب کے لیے عورت کو پردے کا حکم دیا ہے۔ پردہ عورت کی عزت و عصمت کا محافظ ہونے کے ساتھ ساتھ مرد کے اعتماد و اطمینان کا باعث بھی ہے۔ ازواج مطہراتؓ نے پردے کا بخوبی اہتمام کیا۔ اس ضمن میں بہت سے واقعات ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ حج کے ایک موقع پر حضرت عائشہؓ سے کچھ عورتوں نے عرض کی کہ وہ آئیں اور حجر اسود کو بوسہ دے لیں، آپؓ نے فرمایا کہ تم چلی جاؤ، میں مردوں کے ہجوم میں نہیں جا سکتی۔ آپؓ کا پردہ میں سختی کا یہ عالم تھا کہ کبھی دن کو طواف کا موقع پیش آتا تو خانہ کعبہ مردوں سے خالی کروا لیا جاتا۔(۵) آپؓ طواف کی حالت میں بھی چہرے پر نقاب اوڑھے رکھتی تھیں۔(۶) غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر جب آپؓ قافلہ سے پیچھے رہ گئیں اور آپؓ بیٹھے بیٹھے سو گئیں تو پیچھے سے حضرت صفوان بن معطلؓ آ گئے، انہوں نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھا تو آواز سن کر آپؓ کی آنکھ کھل گئی۔ پہلا کام جو آپؓ نے انجام دیا وہ اپنے چہرے کو اپنی چادر سے ڈھانپنا تھا۔(۷) پردہ کے ضمن میں ازواج رسولؐ کی احتیاط اس حد تک تھی کہ رفع حاجت کے لیے رات کے وقت گھروں سے نکلا کرتیں۔ ایک رات حضرت سودہؓ گھر سے نکلیں تو دراز قد اور فربہ اندام ہونے کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے پہچان لیا۔ حضرت سودہؓ کو یوں پہچانا جانا بڑا ناگوار گزرا۔(۸)

شوہر سے تعلق کی نوعیت

بے تکلفی سے میاں بیوی کے تعلقات میں وسعت و گہرائی پیدا ہوتی ہے۔ازواج مطہراتؓ نے گھریلو ماحول کو نہایت خوشگوار بنا رکھا تھا۔حضور اکرم ﷺ باہر سے اپنی دعوتی و تبلیغی ذمہ داریاں پوری کر کے آتے تو گھر کے اندر ایسا ماحول ہوتا کہ حضور ﷺ خوش ہو جاتے اور ذہنی و جسمانی تھکاوٹ دور ہو جاتی۔حضرت عائشہؓ کی حضور اکرم ﷺ سے اتنی بے تکلفی تھی کہ بعض اوقات دونوں ایک دوسرے کے مقابلے میں تیز چلا کرتے۔ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نبی محترم ﷺ کے ساتھ سفر میں شریک تھیں، باقی لوگ جب کچھ آگے نکل گئے تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے دوڑ لگائی، حضرت عائشہؓ اس دوڑ میں آگے نکل گئیں، ایک اور موقع پر حضورؐ نے ان کے ساتھ پھر دوڑ لگائی تو اس مرتبہ حضور ﷺ آگے نکل گئے۔ حضور ﷺ نے خوش طبعی سے فرمایا کہ یہ اس دن کا بدلہ ہے، جس دن تم مجھ سے آگے نکل گئی تھی۔(۹)

عہد رسالت میں بعض اوقات قیدیوں کو ازواج مطہراتؓ کے حجروں میں بند کیا جاتا تھا۔ایک دفعہ ایک قیدی حضرت عائشہؓ کے حجرے سے فرار ہو گیا جب کہ آپؓ دوسری خواتین سے محو گفتگو تھیں۔ حضور ﷺ گھر تشریف لائے تو قیدی کے فرار پر غصہ میں آگئے، حضرت عائشہؓ سے ناگواری میں فرمایا: ''تمہارے ہاتھ کٹ جائیں۔'' آپ ﷺ باہر نکلے اور صحابہ کو اطلاع دی، قیدی دوبارہ گرفتار ہو گیا۔آپ ﷺ جب اندر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عائشہؓ اپنے ہاتھوں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہیں۔حضورؐ نے پوچھا: ''عائشہؓ کیا کر رہی ہو؟'' عرض کی: ''دیکھتی ہوں کہ کون سا ہاتھ کٹے گا؟'' آپ ﷺ کا مزاج مبارک خوش گوار ہو گیا اور حضرت عائشہؓ کے حق میں دعا فرمائی۔(۱۰)

سوکنوں کے باہمی تعلقات

ازدواجی زندگی میں سوکن کا وجود عمومی طور پر ایک ناخوشگوار اور تلخ تجربہ ہوا کرتا ہے۔خاندانوں میں داخلی طور پر حسد، بغض اور قتل و غارت کے بہت سے واقعات محض سوکنوں کے خراب تعلقات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔مسلمانوں کی متعارف کرائی ہوئی معاشرتی اقدار میں سے ایک اہم قدر سوکنوں کے باہمی تعلقات کی خوشگواریت ہے۔ازواج مطہراتؓ نے باہمی طور پر ایسا برتاؤ کیا جو دنیا کی تمام عورتوں کے لیے مشعل راہ ہے۔انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ایک سے زائد نکاح کرنے کے فیصلے کو برضا و رغبت قبول کیا اور بشری تقاضوں کے تحت جو معاملات پیش آئے ان کے علاوہ کوئی بدمزگی پیدا نہیں ہونے دی۔ ازواج مطہراتؓ حسد کے بجائے دوسری ازواج پر رشک کیا کرتی تھیں۔حضرت عائشہؓ نے ہمیشہ حضرت خدیجہؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اور خدمات اسلام کی وجہ سے ان پر رشک کیا۔آغاز اسلام میں حضور ﷺ کو تسلی دینے سے متعلق حضرت خدیجہؓ کی خدمات حضرت عائشہؓ کی روایات کے نتیجے میں ہی امت تک پہنچی ہیں۔خصوصاً یہ روایت کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے حضرت خدیجہؓ کو جنت کی بشارت دی

تھی۔(۱۱)حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ تقریباً ایک ساتھ نکاح میں آئی تھیں۔دونوں باہمی مشاورت سے گھریلو امور چلاتی تھیں۔(۱۲)حضرت سودہؓ جب بوڑھی ہوگئیں تو ان کو خیال ہوا کہ کہیں حضور ﷺ ان کو طلاق نہ دے دیں۔انہوں نے ذات رسول ﷺ سے تعلق کو قائم رکھنے کے لیے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی اور انہوں نے بڑی خوشی سے اس پیش کش کو قبول کرلیا۔(۱۳)حضرت عائشہؓ نے ہمیشہ حضرت سودہؓ کی تعریف کی۔فرماتی ہیں کہ سودہؓ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔(۱۴)

ازواج مطہراتؓ کے باہمی تعلقات کا ایک پہلو یہ ہے کہ کبھی کبھی غلط فہمی ضرور ہوجاتی تھی مگر فوری جذبات کو چھوڑ کر تمام سوکنوں میں لطف و مدارات کی بہترین مثالیں قائم تھیں۔اس کی ایک مثال اس طرح ہے کہ ایک دفعہ حضرت زینبؓ نے حضرت صفیہؓ بنت حیی کو یہود یہ کہہ دیا،اس پر حضور اکرمؐ ان سے ناراض ہوگئے اور دو ماہ تک ان سے کوئی بات چیت نہ کی،آخر وہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں کہ وہ مجھے معافی لے دیں۔حضرت عائشہؓ نے اس قصور کو معاف کرانے کے لیے بڑی خوبصورت منصوبہ بندی کی۔انہوں نے اپنا زعفران سے رنگا ہوا دوپٹہ لیا،اس پر پانی چھڑکا تاکہ اس میں سے خوشبو پیدا ہو،پھر رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں جا بیٹھیں،اس سلیقے سے گفتگو کی کہ معاملہ رفع دفع ہوگیا۔(۱۵)حضرت ام حبیبہؓ مرض الموت میں مبتلا ہوئیں تو حضرت عائشہؓ کو پیغام بھیج کر بلوایا،ملاقات ہوئی تو کہنے لگیں کہ سوکنوں میں کچھ نہ کچھ ہو ہی جاتا ہے،اگر کچھ ہوا ہو تو خدا ہم دونوں کو معاف کرے۔حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ خدا سب کو معاف کرے اور اگر کوئی خرابی ہوئی ہو تو تم کو بھی اس سے بری کرے۔حضرت ام حبیبہؓ نے کہا،تم نے مجھے اس وقت خوش کیا ہے،خدا تمھیں بھی خوش رکھے۔(۱۶)

شوہر کی قدر دانی اور حوصلہ افزائی

شوہر کے وقار وعزت کا خیال اور مصیبت کی گھڑی میں اس کے ساتھ تعاون اسلام کے عائلی نظام کا خاصہ ہے۔حضور ﷺ کو جب بھی کوئی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا ازواج مطہراتؓ نے آپ ﷺ کا حوصلہ بڑھایا اور ہر ممکن تعاون کا مظاہرہ کیا۔اس ضمن میں حضرت خدیجہؓ نے بڑی عمدہ مثالیں قائم کی ہیں۔حضور اکرم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو بشری تقاضے کے تحت آپ ﷺ کو گھبراہٹ اور پریشانی ہوئی،حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ آپ ﷺ پریشان نہ ہوں،اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں،لوگوں کی مدد کرتے ہیں،بے کسوں کا سہارا ہیں اور مہمان نواز ہیں۔(۱۷)فرائض رسالت کی انجام دہی میں جو مشکلات حضور اکرم ﷺ کو برداشت کرنا پڑیں ان میں بھی حضرت خدیجہؓ حضور ﷺ کے ساتھ ثابت قدمی سے کھڑی رہیں۔کفار مکہ کے تین سالوں پر مشتمل معاشرتی مقاطعہ کے دوران بھی آپ ﷺ کے ساتھ رہیں۔(۱۸)

شوہر کی اطاعت

خاندانی انتظام وانصرام کی بہتری کے لیے اسلام نے بیوی کو پابند کیا ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت کرے۔شوہر کی نافرمانی گھر کے سکون کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔ازواج مطہراتؓ کے لیے رسول اکرمﷺ کی اطاعت دو حوالوں سے ضروری تھی ،ایک حیثیت رسول ہونے کی تھی اور دوسری شوہر ہونے کی تھی۔ ازواج مطہراتؓ نے ہر دو حیثیتوں سے رسول اللہﷺ کی قابلِ تقلید اطاعت کی۔کتب حدیث وسیرت میں درج بہت سے واقعات اس حقیقت کی تائید کرتے ہیں۔خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضورﷺ نے اپنی بیگمات کو ہدایت فرمائی کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا،اس ارشاد پر حضرت سودہؓ نے اتنی سختی سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کو بھی نہ گئیں،آپؓ فرمایا کرتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں،اللہ کے رسولﷺ کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔(۱۹)حضرت ام حبیبہؓ فرامین رسولﷺ پر بڑی پابندی سے عمل کیا کرتی تھیں۔ایک مرتبہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:''جوشخص دن رات میں بارہ رکعات نماز پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں محل عطا فرمائے گا۔''اس ارشاد پر اس طرح عمل کیا کہ آپؓ نے یہ بارہ رکعات پر مشتمل نوافل کبھی بھی نہ چھوڑے۔(۲۰)حضرت عائشہؓ نے خواہش ظاہر کی کہ اگر عورتوں کو جہاد کی اجازت مل جائے تو وہ بلند مرتبہ حاصل کر سکتی ہیں،چنانچہ آپؓ نے حضورﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی۔حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کا جہاد حج ہے۔اس فرمان کے سننے کے بعد پھر حج کرنے کا التزام اس قدر سختی سے کیا کہ ان کا کوئی سال حج کے بغیر نہیں جاتا تھا۔(۲۱)ایک مرتبہ عرفہ کے دن حضرت عائشہؓ کے بھائی حضرت عبدالرحمٰنؓ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔دیکھا کہ آپؓ روزے سے ہیں اور گرمی کی شدت کے باعث اپنے سر پر پانی ڈال رہی ہیں۔حضرت عبدالرحمٰنؓ نے عرض کیا،اس قدر شدید تکلیف ہے،آپؓ روزہ توڑ دیں۔آپؓ نے فرمایا:''جب سے حضورﷺ سے سنا ہے کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے سال بھر کے گناہ معاف ہوتے ہیں تو میں کیسے روزہ توڑ سکتی ہوں۔''(۲۲)حضور اکرمﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ چاشت کی نماز رسول اللہﷺ کی زندگی ہی سے پابندی سے ادا کرتی تھیں۔ آپؓ فرمایا کرتی تھیں کہ اگر میرے والد محترم بھی قبر سے اٹھ آئیں اور نماز چاشت پڑھنے سے منع کریں تو میں ان کی بات بھی نہ مانوں گی۔(۲۳)

باہمی مشاورت

اسلامی نظام معاشرت میں مشاورت کی بڑی اہمیت ہے۔حضورﷺ سیاسی،سماجی اور معاشی معاملات میں اپنے صحابہؓ کے ساتھ ساتھ ازواج مطہراتؓ سے بھی مشورہ کیا کرتے تھے۔بیگمات سے مشورہ صالح عائلی نظام کے قیام میں بڑا مفید ہے۔ازواج مطہراتؓ حضور اکرمﷺ کی بہترین مشیر تھیں۔ حضرت ام سلمہؓ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضورﷺ کے ساتھ تھیں،صلح کے بعد آپﷺ نے صحابہ کرامؓ کو

ہدی کے جانور ذبح کرنے اور سر منڈوا کر احرام کھول دینے کا حکم دیا۔اس واقعہ کے غیر متوقع ہونے کی وجہ سے صحابہ کرام کو شدید صدمہ پہنچا تھا، چنانچہ حکم رسول ﷺ کی بجا آوری میں کچھ تاخیر ہوئی۔آپ ﷺ پریشان ہو کر خیمہ میں تشریف لے گئے اور حضرت ام سلمہؓ سے مشورہ کیا، آپؓ کے مشورے کے مطابق حضور ﷺ نے خود اپنی قربانی کا جانور ذبح کیا اور سر منڈوایا تو تمام اصحاب رسولؐ نے دل وجان سے آپ ﷺ کی پیروی کی۔(۲۴)

شوہر کی خوشنودی کے لیے کوشش

خاوند کی رضا پر راضی رہنا اور اسے خوش رکھنے کی کوشش کرنا ازدواجی زندگی کی کامیابی کے اہم اصول ہیں۔اسلامی معاشرتی نظام میں خاوند کو ناراض کرنے کا عمل انتہائی ناپسندیدہ ہے۔ازواج مطہراتؓ ہر وقت حضور ﷺ کی خوشنودی کے حصول کے لیے بے تاب رہتی تھیں۔حضرت عائشہؓ نے بڑے شوق سے دروازے پر ایک پردہ لٹکایا۔حضور ﷺ تشریف لائے اور اس پر نظر پڑی تو فوراً تیوری پر بل پڑ گئے۔سیدہؓ یہ دیکھ کر سہم گئیں۔عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! قصور معاف، مجھ سے خطا سرزد ہوئی۔ارشاد فرمایا: جس گھر میں تصاویر ہوں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔یہ سنتے ہی حضرت عائشہؓ نے پردہ چاک کر ڈالا اور اسے دوسرے مصرف میں لے آئیں۔(۲۵)

مزاج شناسی

خانگی معاملات کی اصلاح وترقی میں مزاج شناسی کا بڑا اہم کردار ہے۔ازواج رسول ﷺ اس حد تک حضور ﷺ کے ساتھ گہرا تعلق استوار کئے ہوئے تھیں کہ حضور اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواج ایک دوسرے کے مزاج کو بہت اچھے طریقے سے سمجھتے تھے۔حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میں جان جاتا ہوں کہ کب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور کب ناراض؟ وہ کہتی ہیں، میں نے کہا کہ آپ ﷺ کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے؟ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو، رب محمد ﷺ کی قسم، اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو، رب ابراہیمؑ کی قسم۔آپؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ درست ہے، لیکن خدا کی قسم اللہ کے رسول! میں صرف آپ ﷺ کا نام ہی چھوڑتی ہوں یعنی دل میں آپ ﷺ ہی ہوتے ہیں۔(۲۶)

زوجیت: معلم ومتعلّم کی حیثیت سے

میاں بیوی کا ایک دوسرے سے حصول علم خوشگوار اور بہترین خانگی سرگرمی ہے۔خاندان، کسی بھی شخص کی قریب ترین، آسان اور سستی درس گاہ ہوتا ہے۔یوں خاندان کے اندر خصوصاً میاں بیوی کا ایک دوسرے سے کسب علم وفیض اسلامی طرز معاشرت کا ہی خاصہ ہے۔اس معاشرتی قدر کی ترویج میں

ازواج مطہراتؓ نے بڑی مستعدی سے حصہ لیا۔ وہ ایک طرف حضور اکرم ﷺ کی اطاعت گزار بیویاں تھیں تو دوسری طرف درس گاہ نبوت کی ہونہار طالبات تھیں۔ خانگی فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ اپنے علم کی پیاس کو خوب بجھاتیں اور جو بات سمجھ میں نہ آتی وہ بلا جھجک رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لیتیں۔ یہی وجہ ہے کہ ازواج مطہراتؓ نے اسلام کی علمی تحریک کے ارتقاء میں بنیادی کردار ادا کیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت عائشہؓ کی علمی خدمات کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ ہمیں کبھی کوئی ایسا مشکل مسئلہ پیش نہیں آیا جس کے بارے میں علم حضرت عائشہؓ کے پاس موجود نہ ہو۔ (۲۷)

غیر ضروری رعایات و سہولیات سے اجتناب

ضرورت واستحقاق کے بغیر سہولیات کی خواہش اور طلب انسانی زندگی پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ ازواج مطہراتؓ نے خانگی زندگی میں صبر وقناعت کا ایسا مظاہرہ کیا کہ بلا استحقاق کسی چیز کی طلب نہیں کی نیز کفایت شعاری وخودداری کا شیوہ اپنائے رکھا۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد بھی حکومت یا بیت المال سے کوئی ایسی رعایت حاصل نہ کی جو میرٹ کی خلاف ورزی پر مبنی ہوتی یا خاندان نبوت کے شایان شان نہ ہوتی۔ سیدہ زینبؓ بڑی زاہدہ خاتون تھیں، ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ان کی خدمت میں پہلی مرتبہ ان کا وظیفہ بھیجا، آپؓ نے خیال فرمایا کہ یہ وظیفہ تمام ازواج مطہراتؓ کے لیے ہے، جب انہیں بتایا گیا کہ یہ صرف آپؓ کے لیے ہے تو انہوں نے اپنے اور اس مال کے درمیان ایک پردہ حائل کر لیا اور اپنی باندی حضرت برزہؓ بنت نافع کو حکم دیا کہ اس مال پر ایک کپڑا ڈال دو۔ پھر ان کو حکم دیتی رہیں کہ اتنا مال فلاں یتیم کو دے آؤ اور اتنا فلاں ضرورت مند کو، جب تھوڑا سا مال رہ گیا تو برزہؓ نے عرض کیا کہ اے ام المؤمنینؓ! اللہ آپؓ کی مغفرت فرمائے اس مال میں آخر ہمارا بھی کچھ حق ہے، آپؓ نے فرمایا اس کپڑے کے نیچے جو باقی ہے سب تم لے لو، جب مال تقسیم ہو چکا تو آپؓ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ اے اللہ! اس سال کے بعد عمرؓ کا وظیفہ مجھے نہ پائے۔ (۲۸) چنانچہ اسی سال ان کا انتقال ہو گیا، آپؓ ہاتھ سے محنت کرتیں اور محنت سے جو کماتیں سارا مسکینوں پر صدقہ کر دیتیں، یوں بہت سے مساکین وغربا کی امداد ہو جاتی، اسی اعلیٰ وصف کی وجہ سے ان کا لقب ''ماوی المساکین'' پڑ گیا تھا۔ (۲۹)

ازواج مطہراتؓ کی خانگی زندگی سے متعلق یہ بیش قیمت نکات اس حقیقت کے غماض ہیں کہ ان نیک سیرت خواتین نے انسانی زندگی کے انتہائی خفیہ اور حساس گوشے میں بھی صالح ترین معاشرتی اقدار کا نہ صرف لحاظ رکھا بلکہ ان کی ترویج واشاعت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ گھریلو اور نجی زندگی کو خاوند کی محبت، اطاعت، مشاورت اور معاونت سے گزار کر خواتین کے لیے ایک بہترین معیار زندگی متعارف کرایا۔

۲۔ازواج مطہراتؓ کی ذاتی زندگی

افراد کی ذاتی زندگی اوراس کے مختلف پہلومعاشرے کے اجتماعی اور عمومی رجحانات کی وضاحت کرتے ہیں۔دراصل شخصی اوصاف ہی کسی معاشرے کے ارتقاء واستحکام کا حاصل ہوا کرتے ہیں۔شجاعت، خودداری،عدل،مساوات،مظلوم کی دادرسی،فیاضی،علم دوستی اور خیرخواہی وہ اعلیٰ اوصاف ہیں جن سے نہ صرف معاشرے داخلی وخارجی طور پر مضبوط ہوتے ہیں بلکہ دیگراقوام اپنی تعمیروترقی کے لیےان معاشروں سے اسباق حاصل کرتی ہیں۔ازواج مطہراتؓ نے اپنی خانگی زندگی کے ساتھ ساتھ ذاتی وانفرادی زندگی میں بھی اعلیٰ معاشرتی اقدار کالحاظ رکھااوران کی ترویج واشاعت میں فعال کردارادا کیا۔ یہ معاشرتی اقداران کی فطرت ثانیہ کادرجہ پا چکی تھیں۔ذیل کی سطور میں ازواج مطہراتؓ کی ذاتی زندگی کےان منتخب پہلوؤں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیاجا تا ہےجو مستحکم مسلم معاشرت کی ترویج واشاعت کاباعث ہوئے۔

شجاعت

شجاعت وبہادری زندہ معاشروں کی روایت ہے،بزدلی اخلاقی پستی کی علامت ہے،ازواج مطہراتؓ نے اپنی ذاتی زندگیوں میں بڑی بے باکی اورحق گوئی کا مظاہرہ کیا۔ان کی دلیری اور بہادری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ جنگ میں جانے کی خواہش کیا کرتی تھیں۔[۳۰]غزوہ احد میں حضرت عائشہؓ بڑی مستعدی سے شریک جنگ تھیں، وہ پانی سے بھرے مشکیزے اپنی کمر پراٹھا کرلاتی رہیں اورلوگوں کو پانی پلاتی رہیں۔[۳۱]حضرت صفیہؓ نے حضرت عثمانؓ کے دفاع میں مثالی کردارادا کیا۔ جب شرپسندوں نے حضرت عثمانؓ کوشہید کرنے کے لیےان کے گھر کامحاصرہ کیاتواس وقت مدینہ منورہ کے حالات بڑے خراب تھے۔خلیفہ ہونے کے باوجودآپؓ کا آب ودانہ بند کردیا گیا تھا،اس وقت بڑی جرأت کا کام تھا کہ کوئی آپؓ کی حمایت میں کسی قسم کاقدم اٹھاتا۔حضرت صفیہؓ اس نازک صورت حال میں بھی ایک غلام کوساتھ لےکراپنے خچر پرسوار ہوئیں اوران کے مکان کی طرف چلیں۔اشترنخعی نے دیکھا تو خچرکومارنے لگا،چونکہ آپؓ اشترنخعی کے مقابلے میں کامیاب نہ ہوسکتی تھیں،اس لیے حکمت ومصلحت کے پیش نظرواپس چلی گئیں اوراپنی جگہ دفاع عثمانؓ کے لیے حضرت حسنؓ کوبھیجا۔[۳۲]حضرت صفیہؓ کی شجاعت وبہادری ان کی گرفتاری کے واقعات سے بھی عیاں ہے۔قبول اسلام سے قبل آپؓ ایک یہودی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں،جب ان کوقیدی بنا کرلایا جارہا تھا،یہودیوں کوان کی غداری کی سزادی جاچکی تھی،قلعہ القموص اورخیبر کی فتح کے بعد حضرت صفیہؓ اوران کی چچازاد بہن کوحضرت بلالؓ اپنے ساتھ حضوراکرمﷺ کی خدمت میں لے جارہے تھے،راستے میں ان کا گزر یہودیوں کی لاشوں پر ہوا۔آپؓ کے ساتھ والی عورت یہ خوفناک منظردیکھ کرچیخنے لگی اورسرپرخاک ڈالنا شروع کردی۔خوف اوردہشت

کے ان لمحات میں حضرت صفیہؓ کی متانت کا عالم یہ تھا کہ اپنے سابقہ شوہر کی لاش کے پاس سے گزر ہوا تو جبیں پر شکن تک نہ آئی۔(۳۳) امہات المؤمنین میں سے حضرت ام سلمہؓ بڑی دلیر اور صاف گو تھیں۔شرعی مسائل کی وضاحت میں بلاخوف وخطر حق بات کہہ دیتیں۔اگر کوئی بات نامناسب محسوس کرتیں تو بلا جھجک اس کا اظہار کر دیتیں۔واقعہ ایلاء میں حضرت عمرؓ کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی تو وہ ازواج رسول ﷺ کو سمجھانے کے لیے ان کے پاس گئے ،سب سے پہلے حضرت حفصہؓ سے بات کی ، پھر حضرت ام سلمہؓ کو سمجھانے لگے ، کہنے لگے کیا تم نبی کریم ﷺ سے دو بدو کلام کرتی ہو؟ ایسا نہ کیا کرو۔حضرت عمرؓ کے اس سوال وجواب پر حضرت ام سلمہؓ نے کہا: ''اے عمرؓ! تعجب ہے تم پر کہ تم ہر معاملے میں بولتے ہو، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کی بیگمات کے معاملات میں بھی دخل دے رہے ہو۔ تمہاری بیویاں تو تم پر بڑی غیرت کھاتی ہیں تو ہمیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے غیرت اختیار کرنے سے کیا چیز روکتی ہے۔''(۳۴) دین وشریعت کی تعبیر وتشریح کے معاملہ میں حضرت ام سلمہؓ بڑی راست گو اور نڈر تھیں، مخاطب کی حیثیت کا لحاظ رکھے بغیر حق بات کہہ دیتیں۔ایک مرتبہ نماز کے اوقات میں بعض امراء نے کچھ تبدیلی کر دی، اس طرح مستحب اوقات کو چھوڑ دیا گیا۔حضرت ام سلمہؓ نے اس پر خبردار کیا اور فرمایا کہ نبی کریمؐ نماز ظہر پڑھنے میں جلدی فرمایا کرتے تھے جب کہ تم لوگ نماز عصر پڑھنے میں جلدی کرتے ہو۔(۳۵)

خودداری

خودداری اور استغناء وہ شخصی اوصاف ہیں جن سے کوئی فرد معاشرہ میں بڑی عزت حاصل کر لیتا ہے۔خوددار قومیں دنیا میں وقار وتکریم کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔اس کے برعکس دست سوال دراز کرنے سے اور ناجائز وبے محل تحائف وصول کرنے سے انسان کی عزت جاتی رہتی ہے۔ازواج مطہراتؓ خودداری کا بہترین نمونہ تھیں۔وہ کوشش کرتی تھیں کہ کسی کا احسان نہ لیا جائے۔حضرت عائشہؓ کی خدمت میں عرب کے ایک رئیس عبداللہ بن عامر نے کچھ نقدی اور کپڑے بھیجے، ان کو یہ کہہ کر واپس کر دینا چاہا کہ ہم کسی کی کوئی چیز قبول نہیں کرتے لیکن پھر آپ ﷺ کا ایک فرمان یاد آ گیا تو واپس لے لیا۔(۳۶) حضور اکرم ﷺ کا اپنی زندگی کے آخری سالوں کا معمول یہ تھا کہ اپنی ازواج کو پورے سال کا خرچ اکٹھا دے دیا کرتے تھے لیکن نبوی تربیت استغناء کا اثر تھا کہ ازواج مطہراتؓ وہ سارا مال صدقہ کر دیا کرتی تھیں جبکہ خود تکالیف برداشت کر لیتی تھیں۔وہ اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے کبھی کسی سے سوال بھی نہیں کیا کرتی تھیں۔علاوہ ازیں وہ اپنی ضروریات کی تکمیل اور خیرات کرنے کے لیے اپنے ہاتھ سے کام کیا کرتی تھیں، حضرت سودہؓ کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وہ طائف سے آئی ہوئی کھالیں خود بناتی تھیں اور ان سے جو آمدنی حاصل ہوتی اس کو نہایت آزادی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتیں۔(۳۷) یہی حالات حضرت زینبؓ کے تھے، وہ خود دست کار تھیں اور کھالوں کو رنگنے کا کام کیا کرتی تھیں۔(۳۸)

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ازواج مطہراتؓ کو یہ اختیار دیا کہ چاہیں تو غلہ لے لیں اور چاہیں تو قطعہ زمین لے لیں، حضرت عائشہؓ نے قطعہ زمین لینا پسند فرمایا۔(۳۹) کیونکہ زمین لینے میں کسی کا کم محتاج ہونا پڑتا ہے۔

غلاموں پر شفقت

عہد رسالت ﷺ سے قبل عرب کی جاہلی معاشرت میں غلام رکھنے کا رواج عام تھا۔ غلام ایک کمزور اور حقوق سے محروم طبقہ تھا۔ اسلام نے غلاموں کی آزادی اور انہیں سہولیات فراہم کرنے کی ایک منظم اور شعوری تحریک کا آغاز کیا۔ یوں مسلم معاشروں میں غلام کے ساتھ حسن سلوک کی ایک عمدہ روایت شروع ہوگئی، غلام کو معاشرے میں جائز مقام دینا اور معاشرتی ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرنا ایک بڑی اعلیٰ معاشرتی قدر کے طور پر جانا جانے لگا۔ مسلم تاریخ میں وہ وقت بھی آیا جب سلطنت کے بڑے بڑے اہل علم خود غلام یا کسی غلام کے بیٹے تھے، غلاموں کو خلیفہ ایسا اہم منصب بھی حاصل رہا۔ غلاموں کی آزادی اور ان سے حسن سلوک کا معاملہ اختیار کرنے کی معاشرتی قدر کو رواج دینے میں ازواج مطہراتؓ نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ وہ اپنے غلاموں کی علمی و اخلاقی تربیت کیا کرتیں اور ان کی آزادی کے لیے موقع کی تلاش میں رہتیں۔ اس ضمن میں ازواج مطہراتؓ کی سیرت سے بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے صرف ایک قسم کے کفارہ میں چالیس غلام آزاد کیے۔(۴۰) قبیلہ بنو تمیم کی ایک لونڈی آپؓ کے پاس تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنا کہ یہ قبیلہ بھی حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہے تو حضرت عائشہؓ نے اسے آزاد کر دیا۔(۴۱) مدینہ میں بریرہ نامی ایک لونڈی تھی، اس کے مالک نے اس کو مکاتب کیا اور ایک مخصوص رقم جمع کروانے کے بدلے آزادی کی پیشکش کی۔ اس رقم کے لیے اس نے لوگوں سے چندہ مانگا، حضرت عائشہؓ کو خبر ہوئی تو پوری رقم اپنی طرف سے ادا کر کے اس کو آزاد کرا لیا۔(۴۲)

فیاضی و سخاوت

بدلہ کی نیت اور کسی لالچ کے بغیر کسی پر اپنا مال خرچ کرنا، معاشرتی استحکام کے لیے نہایت مفید ہے۔ فیاضی و سخاوت اسلامی تہذیب و تمدن کا خاصہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے عرب معاشرت کی جن صالح خصوصیات کو قبول فرمایا ان میں سے ایک سخاوت بھی ہے۔ حضور ﷺ خود بڑے فیاض تھے۔ اسلام کی تیز رفتار اشاعت میں حضور ﷺ کے اس وصف مبارک کا بڑا اہم کردار ہے۔ ازواج مطہراتؓ نے بھی فیاضی و سخاوت کی اس بہترین روایت کو قائم رکھا اور ایک اعلیٰ معاشرتی قدر کے طور پر اس کے احیاء و فروغ کا باعث بنیں۔ بہت سے واقعات اس حقیقت کے غماز ہیں۔ حضرت زینبؓ رحم دلی اور جود و سخا کی وجہ سے مشہور تھیں، آپؓ فقراء و مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں، اسی وجہ سے زمانۂ جاہلیت میں ہی آپؓ ''ام المساکین'' کے لقب سے مشہور ہوئیں۔(۴۳) ایک مرتبہ حضرت ام سلمہؓ نے

حضور ﷺ سے دریافت کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! ابوسلمہؓ سے میرے جو بچے ہیں، میں ان پر خرچ کرتی ہوں اوران کی اچھے طریقے سے پرورش کرتی ہوں۔ میں انہیں چھوڑ بھی نہیں سکتی، آخر وہ میرے بچے ہیں۔ کیا ان کی پرورش پر مجھے اجر ملے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، جو کچھ تو ان پر خرچ کرے گی تجھے اس پر اجر ملے گا۔''(۴۴) ایک مرتبہ چند فقیر عورتیں آپؓ کے گھر آئیں اور نہایت عاجزی سے سوال کیا۔ ایک عورت جو وہاں بیٹھی ہوئی تھی، اس نے ان فقراء کو ڈانٹ دیا لیکن حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا: ''مجھے ان سے روگردانی کا حکم نہیں۔'' پھر خادمہ سے کہا: ''انہیں کچھ دے کر رخصت کرو اور اگر کچھ بھی نہ ہو تو ایک ایک چھوہارا ہی انہیں دے دو۔''(۴۵)

سیدہ عائشہؓ بڑی سخی اور فیاض طبیعت کی مالک تھیں، آپؓ کی ہمشیرہ حضرت اسماءؓ بھی نہایت کریم النفس تھیں، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ ان دونوں سے زیادہ سخی اور صاحب کرم میں نے کسی کو نہیں دیکھا، فرق یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ ذرا ذرا جوڑ کر جمع کرتی تھیں، جب کچھ رقم اکٹھی ہو جاتی تو اسے بانٹ دیتی تھیں جبکہ حضرت اسماءؓ کا یہ حال تھا کہ جو کچھ پاتیں اس کو اٹھا نہیں رکھتی تھیں، بلکہ صدقہ کر دیتی تھیں، اکثر مقروض رہتی تھیں اور اِدھر اُدھر سے قرض لیا کرتی تھیں، لوگ عرض کرتے آپؓ کو قرض کی کیا ضرورت؟ فرماتیں کہ جس کی قرض ادا کرنے کی نیت ہوتی ہے، خدا اس کی اعانت فرماتا ہے، میں اس کی اعانت کی تلاش میں قرض لیتی ہوں۔ خیرات میں تھوڑا بہت کا لحاظ نہ کرتیں، جو موجود ہوتا سائل کو عطا کر دیا کرتی تھیں۔(۴۶) ایک دفعہ ایک سوالی عورت حضرت عائشہؓ کے گھر آئی، اس کی گود میں دو ننھے ننھے بچے تھے، اتفاق سے اس وقت گھر میں کچھ نہ تھا، صرف ایک چھوہارا تھا، اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں میں تقسیم کر دیا، حضور ﷺ جب گھر تشریف لائے تو آپؓ نے سارا ماجرا گوش گزار کیا۔(۴۷)

ازواج مطہراتؓ نے اپنی ذاتی زندگیوں میں جن اعلیٰ اوصاف کا مظاہرہ کیا دراصل وہی اوصاف تہذیب اسلامی کے غلبہ کا باعث ہوئے۔ جس معاشرے کی خواتین اپنے مردوں کے شانہ بشانہ سماجی ارتقاء واستحکام کی کوششوں میں ہمہ وقت مشغول ہوں اسے ترقی وخوشحالی سے دور نہیں رکھا جا سکتا۔ اسلامی نظام معاشرت کی تشکیل وترویج میں ازواج مطہراتؓ کی ذاتی زندگی کے کردار کو اسی تناظر میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔

۳۔ ازواج مطہراتؓ کی علمی خدمات

علم انسانیت کی تعمیر وترقی کا ضامن ہے، علم وفن کی تحصیل اوران کے ارتقاء کے بغیر معاشرہ اپنا مفید وکارآمد کردار ادا نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے کہ حصول علم ایک اعلیٰ معاشرتی قدر رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے علم کی ترویج اور تعلیمی اداروں کے احیاء کا بھرپور بندوبست کیا۔ مسلمانوں کی اس علمی تحریک کو مضبوط و مستحکم کرنے میں ازواج مطہراتؓ نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ان کی کوششوں سے حصول علم کی سرگرمیاں نہ

صرف خواتین میں رواج پا گئیں بلکہ مرد بھی خواتین سے اخذ واستفادہ میں عار محسوس نہ کرنے لگے۔ ازواج مطہراتؓ کی علم دوستی اور ان کی تعلیمی تحریک کے چند پہلو ملاحظہ ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین خصوصاً ازواج مطہراتؓ کی تعلیم وتربیت کے لیے ایک خاص دن متعین فرمایا۔(۴۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابیاتؓ کو غسل کا طریقہ سمجھایا۔اس موقع پر حضرت عائشہؓ نے تحسینی انداز میں فرمایا کہ انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں، دینی مسائل کو سمجھنے میں حیاء ان کے لیے مانع نہیں ہوتی۔(۴۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت ورہنمائی کے نتیجے میں ازواج مطہراتؓ کی تعلیم وتربیت بہترین طریقے سے ہوئی اور وہ علمی معاملات میں اتنی پختہ ہوگئی تھیں کہ صحابہ کرامؓ علمی مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے، مروان بن حکم ان کی خدمت میں حاضر ہوکر مسائل دریافت کرتے اور کہتے: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کے ہوتے ہوئے ہم کسی دوسرے سے مسائل کیوں پوچھیں۔''(۵۰) حضرت ام سلمہؓ کا تعارف علامہ ابن حجر عسقلانیؒ ان الفاظ میں کراتے ہیں: ''وہ کامل العقل اور صائب الرائے تھیں۔''(۵۱) آپؓ ہی کے بارے میں علامہ ابن قیم کا قول ہے: ''اگر سیدہ ام سلمہؓ کے فتاویٰ جمع کیے جائیں تو ایک کتاب تیار ہوسکتی ہے''۔(۵۲)

ازواج مطہراتؓ میں سے خصوصیت کے ساتھ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ مرجع خلائق تھیں اور علمی اعتبار سے ازواج مطہراتؓ میں بلند حیثیت کی حامل تھیں۔محمود بن لبیدؒ کہتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مخزن تھیں تاہم حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کا ان میں کوئی حریف اور مقابل نہ تھا۔''(۵۳) دونوں امہات المومنین کا علمی شوق دیدنی تھا، ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو جاننے اور یاد کرنے کی لگن بے مثال تھی، ان کو جب بھی موقع ملتا پوری توجہ اور انہماک سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے مستفید ہوتیں، حضرت ام سلمہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سننے کا بے حد شوق تھا۔ایک مرتبہ اپنے بال بنا رہی تھیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لیے مسجد میں کھڑے ہوئے۔زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے ''ایھا الناس'' تو سیدہ ام سلمہؓ نے سن لیا اور سنتے ہی بال باندھ کر کھڑی ہوگئیں اور پورا خطبہ نہایت توجہ سے سنا۔(۵۴) ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی دلچسپیوں کا ہی یہ اثر تھا کہ بڑے بڑے صحابہ بھی ان کے علم سے بے نیاز نہیں رہ سکتے تھے، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنے وسیع علم کے باوجود سیدہ ام سلمہؓ سے فیض حاصل کرتے اور بسا اوقات حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بھی بعض مسائل میں ان ہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا۔حضرت عبداللہ بن زبیرؓ عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔مروان نے ان سے پوچھا کہ آپؓ یہ نماز کیوں پڑھتے ہیں اور آپؓ نے یہ روایت کس سے لی ہے؟ ابن زبیرؓ نے کہا کہ مجھے حضرت ابوہریرہؓ کے واسطے سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ روایت پہنچی ہے۔مروان نے اس کی تصدیق کے لیے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آدمی بھیجا۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ''مجھے یہ حدیث ام سلمہؓ سے پہنچی ہے۔چنانچہ مروان نے حضرت ام سلمہؓ کے پاس ایک آدمی

بھیجا اوراس حدیث کی تصدیق چاہی۔حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا: ''خداعائشہؓ کی مغفرت فرمائے۔انہوں نے بات نہیں سمجھی۔''میں نے اس طرح بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی،اسی اثناء میں کچھ مال آ گیا جسے آپ ﷺ تقسیم کرنے میں مصروف ہوگئے۔یہاں تک کہ مؤذن نے عصر کی اذان کہہ دی۔آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی،پھر میرے گھر تشریف لائے او دو رکعات ادا کیں۔میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے نماز عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کیا ہے تو یہ دو رکعتیں کیسی ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''نہیں،ایسا نہیں۔میں مال کی تقسیم میں مشغول ہوگیا تھا اور ظہر کی دو سنتیں ادا نہ کر سکا تو یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا۔میں نے وہ سنتیں ادا کی ہیں۔''(۵۵) ایک اور روایت میں ہے: ''حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا: ''اللہ حضرت عائشہؓ پر رحم فرمائے۔کیا میں نے ان سے یہ نہیں کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔''(۵۶)

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا کہ جس پر غسل واجب ہو،وہ صبح ہونے سے پہلے غسل کرلے،ورنہ اس کا روزہ نہیں ہوگا۔میں نے اپنے والد سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تو عجیب مسئلہ بتایا۔اس کے بعد میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اس بات کی تصدیق چاہی۔دونوں نے یہ جواب دیا کہ یہ مسئلہ غلط ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو جنابت کی حالت میں صبح ہوجاتی تھی اور آپ ﷺ روزہ رکھ لیتے تھے اور یہ جنابت احتلام کی وجہ سے نہیں بلکہ مباشرت کی وجہ سے ہوتی تھی۔یہ جواب سن کر دونوں باپ بیٹا مروان بن حکم کے پاس پہنچے اور انہیں امہات المومنین کے جواب سے آگاہ کیا۔مروان نے کہا، میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ ابوہریرہؓ کے پاس جاؤ اور ان کے قول کی تردید کرو۔چنانچہ ہم دونوں ابوہریرہؓ کے پاس گئے اور انہیں امہات المومنین کے جواب سے آگاہ کیا۔حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: ''اس مسئلہ کو وہ ہی بہتر جانتی ہیں۔مجھے تو فضل بن عباس نے یہی بتایا تھا۔میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا۔'' اس کے بعد انہوں نے اپنے فتویٰ سے رجوع کرلیا۔(۵۷)

حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں کچھ لوگ آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی گھریلو زندگی کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے یہ واقعہ بیان کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا،تم نے بہت اچھا کیا۔(۵۸) حضرت ام سلمہؓ جب کسی مسئلہ کا حل بتاتیں تو جواب بالکل صاف اور واضح دیتیں۔جواب میں کسی قسم کا ابہام نہ رہتا۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی رائے کتنی واضح اور مکمل ہوتی تھی،ایک مرتبہ ایک شخص نے کہا کہ میں عمرہ حج سے پہلے ادا کروں یا مناسک حج سے فارغ ہوکر عمرہ ادا کروں؟ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا: ''تیری اپنی صوابدید ہے،چاہے عمرہ پہلے کرلو یا حج کرنے کے بعد کرو''۔اس نے دوسری ازواج مطہراتؓ سے یہی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے یہی جواب دیا۔(۵۹) حضرت ام سلمہؓ نہ صرف قرآن وسنت اور فقہ میں مکمل دسترس

رکھتی تھیں بلکہ علم اسرار سے بھی واقف تھیں۔ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بعض صحابی ہیں جنہیں نہ میں اپنے انتقال کے بعد دیکھوں گا اور نہ وہ مجھے دیکھیں گے۔حضرت عبدالرحمٰن گھبرا کر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے اور انہیں اس بات سے آگاہ کیا۔حضرت عمرؓ حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا: خدا کی قسم سچ بتانا کیا میں انہی میں ہوں؟ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا،نہیں۔آپ ان میں سے نہیں ہیں،لیکن میں آپ کے علاوہ کسی کو واضح کر کے یہ بات نہیں بتاؤں گی۔(۶۰)

اسلامی نظام معاشرت کی تشکیل، تفہیم اور ترویج میں ازواج مطہراتؓ کی ان علمی سرگرمیوں نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ازواج مطہراتؓ کے ذریعے نہ صرف حضور اکرم ﷺ کے عمومی حالات و تعلیمات سے آگاہی ہوتی ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کی گھریلو اور ذاتی زندگی سے بھی اسباق حاصل ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ازواج مطہراتؓ کے احوال و آثار کا مطالعہ معاشرتی اقدار کی ترویج و اشاعت کی تاریخ کو سمجھنے کے لیے نہایت مفید اور ضروری ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ابن سعد، ابوعبداللہ محمد (م ۲۵۶ھ)، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، ۳۰۹/۸

۲۔ مالک بن انس (م ۱۷۹ھ)، المؤطا، دار الحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۸ء، ۲۱۴/۱

۳۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث (م ۲۷۵ھ) سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب مواکلۃ الحائض، دار السلام للنشر والتوزیغ، الریاض، ۱۹۹۹ء، ۶۸/۱

۴۔ البخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ)، صحیح البخاری، دار النشر، دار ابن کثیر، الیمامہ، بیروت، ۱۹۸۷ء، ۱۹۹۹/۳

۵۔ م۔ن، کتاب الحج، باب طواف النساء، ۵۸۵/۲

۶۔ الازرقی محمد بن عبداللہ، اخبار مکۃ وماجاء فیھا من الآثار، ازرقی، باب ماجاء فی النقاب للنساء فی الطّواف، مطبۃ المدرسۃ المحدوسۃ، لیڈن، ۱۸۵۸ء

۷۔ البخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، ۱۵۱۸/۴

۸۔ م۔ن، کتاب التفسیر، باب قولہ لا تدخلوا بیوت النبیؐ، ۱۸۰۰/۴

۹۔ ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب السبق علی الرجال، ۲۹/۳

۱۰۔ احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ)، المسند، حدیث السیدہ عائشہؓ، دار الحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۱ء، ۵۲/۶

۱۱۔ البخاری، صحیح البخاری، باب تزویج النبیؐ خدیجہؓ، ۱۳۸۸/۳

۱۲۔ م۔ن، باب الھدایہ و باب التحریم، ۲۵۵۶/۶

۱۳۔ م۔ن، کتاب الھبہ وفضلھا، باب بمن یبدأ بالھدیۃ، ۹۱۶/۲

۱۴۔ مسلم بن حجاج القشیری (م۲۶۱ھ) صحیح مسلم، باب جواز الھبہ نوبتھا نصرتھا، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۸ء، ۱۰۸۵/۲

۱۵۔ مسند احمد، حدیث السیدۃ عائشہؓ، ۱۴۵/۶

۱۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ذکر ازواج النبیؐ، ۱۰۰/۸

۱۷۔ البخاری، صحیح البخاری، باب تفسیر سورۃ اقراء، ۱۹۸۴/۴

۱۸۔ ابن ہشام، ابو محمد عبدالمالک (م۲۱۸ھ)، السیرۃ النبویہ، دارالحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۵ء، ۳۷۹/۱

۱۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲۷۰/۸

۲۰۔ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل سنن الراتبۃ قبل الفرائض وبعدھن وبیان عددھن، ۵۰۲/۱

۲۱۔ البخاری، صحیح البخاری، کتاب المناسک، باب حج النساء، ۶۵۸/۲

۲۲۔ مسند احمد، حدیث السیدۃ عائشہؓ، ۱۲۸/۶

۲۳۔ م۔ن، ۱۳۸/۶

۲۴۔ البخاری، صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد، ۹۷۸/۲

۲۵۔ م۔ن، کتاب اللباس، باب ماوطی من التصاویر، ۲۲۲۱/۵

۲۶۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضل عائشہؓ ۱۸۹۰/۴

۲۷۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ (م۲۷۹ھ)، سنن الترمذی، باب فضل عائشہؓ، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۹ء، ۱۸۹۰/۴

۲۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۳۰۹/۸

۲۹۔ م۔ن، ۳۰۶/۴

۳۰۔ مسند احمد، حدیث سیدہ عائشہؓ، ۵۲/۶

۳۱۔ البخاری، صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب غزوالنساء وقتالھن مع الرجال، ۱۹۷/۵

۳۲۔ ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ بن محمد (م۴۶۳ھ)، الاستیعاب، دارالجبل، بیروت، ۱۴۱۲ھ، ۷۶۳/۲

۳۳۔ الزرقانی، محمد بن عبدالباقی بن یوسف (م۱۱۲۲ھ)، شرح الزرقانی علیٰ مؤطا امام مالک، دارالحیاء التراث العربی، بیروت، ۲۹۶/۳

۳۴۔ الھیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر (م۸۰۷ھ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الطلاق، باب الایلاء، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۴ء، ۱۰/۵

۳۵۔ مسند احمد، حدیث ام سلمہؓ، ۲۸۹/۶

۳۶۔ م۔ن، حدیث السیدہ عائشہؓ، ۷۷/۶

۳۷۔ ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی (م۸۵۲ھ)، الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، دارالحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۲۸ھ، ۲۸۶/۴

۳۸۔ م۔ن، ۳۱۴/۴

۳۹۔ البخاری، صحیح البخاری، ابواب الحرث والمزارعۃ، ۳۱۳/۱

۴۰۔ م۔ن، کتاب المناقب، باب مناقب قریش، ۱۲۹۱/۳

۴۱۔ م۔ن، کتاب العتق، باب من ملک من العرب رقیقا فوھب وباع وجامع وسبی الذریۃ، ۸۹۸/۲

۴۲۔ م۔ن، کتاب العتق، باب بیع الولاء وھبتہ، ۸۹۶/۲

۴۳۔ الھیثمی، مجمع الزوائد، ۲۵۲/۹

۴۴۔ البخاری، صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب وعلی الوارث مثل ذالک، ۸۰۸/۲

۴۵۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴۵۴/۴

۴۶۔ البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ)، الادب المفرد، باب سخاوۃ النفس، دارالحیاء التراث العربی، بیروت، ص ۸۰

۴۷۔ م۔ن، فضل من یعول یتیما، ص ۴۵

۴۸۔ البخاری، صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب تعلیم النبی امتہ، ۲۶۶۶/۶

۴۹۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب استحباب استعمال المغتسلۃ، ۲۶۱/۱

۵۰۔ مسند احمد، مسند ابی سعید الخدریؓ، ۳۱۷/۶

۵۱۔ ابن حجر العسقلانیؒ، الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، ۴۵۹/۴

۵۲۔ ابن قیم الجوزیۃ (م ۷۵۱ھ)، اعلام الموقعین، مطبعۃ السعادۃ، مصر، ۱۹۶۹ء، ۱۳/۱

۵۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۶۶/۸

۵۴۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا وصفاتہ، ۱۷۹۵/۴

۵۵۔ مسند احمد، حدیث ام سلمۃ زوج النبیؐ، ۱۹۹/۶

۵۶۔ م۔ن، ۳۰۳/۶

۵۷۔ الھیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۱۵۵/۱

۵۸۔ مسند احمد، حدیث ام سلمۃ زوج النبیؐ، ۳۰۹/۶

۵۹۔ م۔ن، ۲۹۷/۱

۶۰۔ م۔ن، حدیث ام سلمۃ زوج النبیؐ، ۳۰۷/۶